حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایام حج (9، 10، 11، 12، 13 ذوالحجۃ الحرام) میں حاجی اور غیر حاجی کے لیے عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں حاجی ہو یا غیر حاجی، دونوں کیلئے ہی 9 ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک عمرے کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز و گناہ ہے، جس نے ان تاریخوں میں احرام باندھ لیا تو وہ یہ احرام ختم کر دے اور بعد کی تاریخوں میں عمرے کی قضا کرے اور دم بھی دے، البتہ اگر کسی نے ان تاریخوں میں احرام باندھ کر عمرہ کر لیا، تو اس کا عمرہ ادا ہو جائے گا، مگر اس پر دم لازم رہے گا۔ یاد رہے کہ یہ ممانعت ان تاریخوں میں احرام باندھنے کی ہے، عمرہ ادا کرنے کی ممانعت نہیں ہے، پس اگر کسی نے ان تاریخوں سے پہلے احرام باندھا تھا، عمرہ کی ادائیگی ان تاریخوں میں کی، تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، البتہ اس کیلئے بھی مستحب یہی ہے کہ ان تاریخوں کو گزار کر عمرہ کی ادائیگی کرے۔

پانچ ایام (9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک) میں عمرہ کے متعلق السنن الکبری للبیہقی، کتاب الآثار لمحمد اور الآثار لابی یوسف میں ہے:

والنظم للآخر: عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: "لا بأس بالعمرة في أي أشهر السنة شئت، ما خلا خمسة أيام أو أربعة من السنة: يوم عرفة، ويوم النحر، وأيام التشريق"

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ سال کے کسی بھی مہینے میں عمرہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، سوائے پانچ یا چار ایام کے، یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق۔ (الآثار لابی یوسف، حدیث 531، صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اسی طرح شرح وقایہ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، البحر العمیق اور درمختار مع تنویر الابصار میں ہے:

والنظم للآخر: "(وجازت في كل السنة) وندبت في رمضان (وكرهت) تحريما (يوم عرفة وأربعة بعدها) أي كره إنشاؤها بالاحرام حتى يلزمه دم، وإن رفضها، لا أداؤها فيها بالاحرام السابق"

یعنی عمرہ پورے سال میں جائز ہے، اور رمضان میں اس کا کرنا مستحب ہے۔ اور یومِ عرفہ اور اس کے بعد چار دن میں عمرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے، یعنی ان دنوں میں نیا احرام باندھ کر عمرہ شروع کرنا مکروہِ تحریمی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی احرام باندھ لے، تو اس پر دم

لازم آئے گا، اگرچہ وہ اس احرام کو ختم کردے، البتہ ان دنوں میں پہلے سے بندھے ہوئے احرام کے ساتھ عمرہ ادا کرنا مکروہ نہیں۔

(درمختار شرح تنویر الابصار، صفحہ 157، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اگر کسی نے انہی ایام میں نیا احرام باندھ لیا، تو حکم یہ ہے کہ اسے ختم کردے اور قضا کے ساتھ دم ادا کردے، جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: "دسویں سے تیرھویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا ممنوع ہے، اگر باندھا تو توڑدے اور اُس کی قضا کرے اور دَم دے اور کرلیا تو ہوگیا مگر دَم واجب ہے۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ6، صفحہ1193، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اگر پہلے سے احرام بندھا ہوا اور ان ایام میں عمرہ کیا، تو کراہت نہیں، جیسا کہ البحر العمیق میں ہے:

"قال صاحب السراج الوهاج: والمراد بكراهة العمرة في هذه الايام كراهة انشائها بالاحرام, اما اذا اداها باحرام سابق۔۔۔لا يكره

"یعنی صاحب السراج الوہاج فرماتے ہیں: ان ایام میں عمرہ کو مکروہ قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ نیا احرام باندھ کر عمرہ کرنا ہے۔ **تاہم اگر اس نے پہلے سے بندھے ہوئے احرام کے ساتھ عمرہ کرلیا، تو مکروہ نہیں ہے۔** (البحر العمیق، صفحہ2026، مطبوعہ موسسۃ الریان)

رفیق الحرمین نامی کتاب میں ہے: "عمرہ کا وقت پورا سال ہے مگر پانچ دن عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **اور اگر نویں سے قبل باندھے ہوئے احرام کے ساتھ ان (پانچ) دنوں میں عمرہ کیا، تو کوئی حرج نہیں اور اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ ان دنوں کو گزار کر عمرہ کرے۔**" (رفیق الحرمین، صفحہ319، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0148

تاریخ اجراء: 23جمادی الاولی1447ھ/15نومبر2025ء